JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 14, Issue: 02, January –June 2021

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

پاکستان میں قیدی بچوں کے مسائل اور قوانین اسلامی شریعت کے تناظر میں

Issues of child prisoners in Pakistan and laws in the light of Islamic Sharia

Muhammad Zahid*
Ph.D. Scholar, Department of Islamic & religious Studies, Hazara University, Mansehra.
Dr. Azkia Hashimi**
Chairman, Department of Islamic & religious Studies, Hazara University, Mansehra.

Abstract

The prisoner children have to face many worries and problems although there are regulations & rules existing in Pakistan for their composition and facilitation needs to be revised and analyzed in the prevailing situation.

In spite of all legislation children are facing various problem that they Indulged in crimes or living with their mothers in jails.

It is dire need to point out the problems facing both types of prisoners and their solutions in the light of Sharia. This paper elaborate various social and logistic issues regarding the subject and will be helpful in promoting children rights and their protection.

Keywords: *juvenile problems, Sharia rules and regulations OS Country.*

معاشرے کا ایک اہم فرد اور اکائی نو عمر اور کمسن بچے ہیں جن سے والدین، اساتذہ اور قوم وملت کی بہت ساری توقعات اور امیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ ہر بچہ اپنے والدین کے لیے باعث راحت وسکون، اور ان کی تمناؤں اور دوڑ دھوپ کا محور اور مرکز ہوتا ہے، مگر کچھ والدین اپنے بچوں کے معاملے میں بہت ہی لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہاں تک کہ ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ بچہ کس طرح کے ادارے سے تعلیم حاصل کر رہا ہے اور فارغ وقت کس قسم کے لوگوں کی صحبت میں گزارتا ہے۔

معاشرہ میں ہر قسم کے افراد موجود ہوتے ہیں، کچھ ایسے بھی ہوتے ہیں جو کسی بھی طرح کے جرائم میں ملوث ہو کر عقوبت وسزا کے مستحق ٹھہرتے ہیں، چنانچہ سزا کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ان کو قید کیا جاتا ہے، اور قید کا تصور خود قرآن کریم میں موجود ہے، چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے: أَوْ يُنفَوْا مِنْ الأَرْضِ[1] "یا انہیں زمین سے دور کر دیا جائے۔" آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے امام رازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَقَالَ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّه: النَّفْيُ مِنَ الْأَرْضِ هُوَ الْحَبْسُ[2] "امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زمین

CC BY

سے دور کرنے کا مطلب قید کرنا ہے۔" اسی طرح تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے: الْمُرَادُ بِالنَّفْيِ هَاهُنَا السِّجْنُ، وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِ[3] "یہاں پر نفی سے مراد قید کرنا ہے اور یہی ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا قول ہے۔"

اسی آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع قدس سرہ رقمطراز ہیں: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے معاملات میں یہ فیصلہ فرمایا کہ ۔۔۔ایسے مجرم کو قید خانہ میں بند کر دیا جائے، یہی اس کا زمین سے نکال دیا جانا ہے کہ زمین میں کہیں چل پھر نہیں سکے، امام اعظم رحمہ اللہ نے بھی یہی اختیار فرمایا ہے۔[4] شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے بھی آیت کریمہ کی تشریح اسی انداز سے کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے "زمین سے دور کرنے" کی تشریح یہ کی ہے کہ انہیں قید خانہ میں بند کر دیا جائے گا۔ یہ تشریح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے۔[5]

بچے کا مصداق

بچہ اُردو زبان کا لفظ ہے جس کا اکثر اطلاق نابالغ بچے پر ہوتا ہے، تاہم عرف عام میں بلا لحاظ عمر کسی کو بھی چھوٹا دیکھ کر اس پر بچے کا اطلاق کیا جاتا ہے۔ بچہ جب تک شکم مادر میں ہو اس پر لفظ جنین کا اطلاق ہوتا ہے، ولادت کے بعد اس پر لفظ ولید کا اطلاق ہوتا ہے، بلوغت سے پہلے اس پر لفظ طفل اور لفظ صبی کا اطلاق ہوتا ہے، بالغ ہونے کے بعد انیس سال کی عمر ہونے تک اس پر لفظ غلام، چونتیس سال کی عمر ہونے تک لفظ شابّ، اکیاون سال کی عمر ہونے تک لفظ کہل جبکہ آخری عمر ہونے تک پھر اس پر لفظ شیخ کا اطلاق ہوتا ہے۔ بچے کے لیے عربی زبان میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں جیسے: الولد، الصّبیّ، الطفل، الغلام، الذریۃ، الابن۔

الولد:

بچے پر عربی زبان میں لفظ الولد کا اطلاق ہوتا ہے جس کی جمع اولاد آتی ہے، باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ[6]

ترجمہ: "بے شک تمھارے مال اور اولاد تمھارے لیے آزمائش ہیں"۔

صاحب معجم الوسیط لفظ الولد کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: أَلولدُ: كلُ مَا وُلد وَيُطلق على الذّكر وَالْأُنْثَى والمثنىٰ وَالْجمع[7]

ترجمہ: ہر مولود کو ولد کہا جاتا ہے مذکر، مؤنث، تثنیہ اور جمع دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

صاحب منجد لکھتے ہیں: الولد: بچہ، مؤنث مذکر سب پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔[8]

الصّبیّ:

ولادت کے بعد سے لے کر بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک بچے پر مذکر ہونے کی صورت میں لفظ صبیّ جبکہ مؤنث ہونے کی صورت میں لفظ صبیّۃ کا اطلاق ہوتا ہے۔ لفظ صبیّ کا استعمال احادیث مبارکہ میں ہوا ہے، چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنِّي لَأَدْخُلُ الصَّلَاةَ أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأُخَفِّفُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ بِهِ۔[9]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا! میں نماز شروع کر کے طویل کرنے کاارادہ کرتا ہوں پھرجب بچے کی رونے کی آواز سنتاہوں تونماز ہلکی کر دیتاہوں اس کے ماں کے پریشانی کی وجہ سے۔

صاحب قاموس الجدید نے صبیّ کے بارے میں لکھاہے :الصّبیّ : بچہ [10]

صاحب معجم الوسیط لفظ الصّبیّ کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: **الصّبیُّ:الصغیرُدُونَ الغُلام** [11] **ترجمہ:** الصبی وہ بچہ جوابھی بلوغت کی عمر کونہ پہنچاہو۔

۱لطّفل:

الطفل عربی زبان کالفظ ہے جس کی جمع اطفال آتی ہے اس کااطلاق مذکراورمؤنث دونوں پرہوتاہے، لفظ طفل کااستعمال قرآن کریم میں بھی ہواہے چنانچہ باری تعالیٰ کاارشادہے:وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا[12] **ترجمہ:** "جب تمھارے اطفال (بچے) بلوغ کی حد کو پہنچ جائیں توان سے اجازت لینی چاہیے"۔

دوسری جگہ ارشادہے:ثُمَّ نُخْرِجُكُمْ طِفْلًا [13] **ترجمہ:** "پھرہم نے تم کو طفل کی صورت میں پیٹ سے باہر نکالا"۔

اورایک مقام پرارشادہے: أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاءِ[14]ترجمہ: "یاایسے لڑکوں پرجوعورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی ناواقف ہوں یعنی بچوں کے سامنے زیب وزینت ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں"۔

صاحب معجم الوسیط نے لفظ الطّفل کی تشریح میں لکھاہے: **ألطّفل: ألولدُحتی البلوغ وھُوللمفردوالمذکر**[15]

ترجمہ: الطفل کااطلاق بچے پرہوتاہے بالغ ہونے تک اوریہ مفردمذکرہے۔

صاحب بیان اللسان لفظ الطّفل کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:الطّفل: بچہ، ہرچھوٹی چیز [16]

صاحب منجد لکھتے ہیں:الطّفل: ہروحشی جانورکابچہ [17]

الغلام:

بچے پرلفظ غلام کااطلاق بھی ہوتاہے۔لفظ غلام کااستعمال قرآن کریم میں بھی ہواہے ،ابراہیم علیہ السلام کی دعائیہ کلمات نقل کرتے ہوئے باری تعالیٰ کاارشادہے:رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ[18]

ترجمہ: "پروردگار! مجھے نیک بیٹاعطافرما۔ پس ہم نے اسے بردبارلڑکے کی خوشخبری دی"۔

صاحب معجم الوسیط نے لفظ الغلام کی تشریح میں لکھا ہے: **الغلامُ:الصبیُ حین یُولد الی ان یشب**[19] **ترجمہ:** "بچہ کی ولادت سے لے کر جوانی کی عمر تک کو "غلام" کہتے ہیں"۔

الذریّة :

لفظ ذریۃ کا عام طور پر اردو زبان میں اولاد پر اطلاق ہوتا ہے۔ لیکن اس کا اطلاق بچے پر بھی ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهُ قَالَ رَبِّ هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ**[20] **ترجمہ:** "اس موقع پہ زکریاؑ نے اپنے رب سے دعا کی۔ عرض کیا پروردگار! مجھے اپنے پاس سے نیک اولاد عطا فرما، بے شک آپ دعا کو سننے والے ہیں"۔

صاحب معجم الوسیط نے لفظ الذریۃ کی تشریح میں لکھا ہے: **أَلذریةُ :نسلُ الانسان**[21] **ترجمہ:** ذریۃ کا اطلاق نسل انسانی پر ہوتا ہے۔

ابن:

عربی زبان میں بچے پر لفظ ابن کا اطلاق بھی ہوتا ہے، اس کی جمع ابناء آتی ہے نر کے لیے ابن جب کہ مادہ کے لیے لفظ ابنۃ کا استعمال ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں لفظ ابن کا استعمال بکثرت ہوا ہے، باری تعالی کا ارشاد ہے:

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا الْبَلَدَ آمِنًا وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَنْ نَعْبُدَ الْأَصْنَامَ[22]

"جب ابراہیمؑ نے کہا اے میرے رب اس شہر (مکہ) کو امن والا بنا دیجیے اور مجھ کو اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت سے بچا رکھیے"۔

دوسر جگہ ارشاد ہے:

وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ[23]

"وہ تمھاری مال اولاد سے مدد کرے گا اور تمھارے لیے باغات پیدا کر دے گا"۔

صاحب معجم الوسیط نے لفظ ابن کی تشریح میں لکھا ہے: **أَلابنُ : أَلولدُ الذکرُ**[24] **ترجمہ:** ابن کا اطلاق مذکر بچے پر ہوتا ہے۔

شریعت اسلامی کے اعتبار سے:

شریعت اسلامیہ کی روشنی میں بچے کا مصداق وہ شخص ہے جس میں علامات بلوغ ظاہر نہ ہوئی ہوں، یہ علامات بچے میں احتلام وغیرہ اور بچی میں حیض وغیرہ ہے، اگر مذکورہ علامات ظاہر نہ ہوں تو پھر مفتی بہ قول کے مطابق بلوغت کا دارومدار پندرہ سال کی عمر ہے، چنانچہ اس عمر کو پہنچ جانے پر بندہ شریعت کے تمام احکام کا مکلّف ہو جاتا ہے۔[25]

قانونی اعتبار سے:

پاکستان کے قوانین جیل خانہ جات میں بچوں کے لیے علیحدہ طور پر ایسے قوانین موجود ہیں جن میں بچوں کے لیے دوسرے قیدیوں اور مجرموں کی بہ نسبت کافی سہولت اور آسانی کا لحاظ رکھا گیا ہے اور ان کے لیے علیحدہ طور پر قید خانہ جات قائم ہیں جہاں ان کی ضروری تعلیم اور تربیت بھی کی جاتی ہے۔ یہ قید خانے بچوں کے لیے مختص ہیں، تاہم قانونی لحاظ سے بچے کا مصداق شرعی مصداق سے قدرے مختلف ہے۔

Juvenile justice system Act, 2018 کی رو سے بچے سے مراد وہ شخص ہے جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو۔[26]

لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان کی رو سے بچے سے مراد لڑکا ہونے کی صورت میں وہ ہے جس کی عمر ارتکاب جرم کے وقت اٹھارہ سال سے کم ہو۔[27] بین الاقوامی قوانین کی رو سے بھی بچے کی یہی عمر مقرر ہے۔[28]

پاکستانی قوانین کے مطابق بچے کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو، یہ قانون بظاہر شرعی قوانین سے متصادم ہے اور عقلی طور پر بھی اس کو تسلیم کرنا بہت سارے مشکلات کا باعث بنتا ہے۔ دین اسلام جیسی کامل اور اکمل قانون کے طے شدہ امور کو نظرانداز کرنے سے ہمیں ہر مسئلہ میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ عقلی اور طبّی طور پر اگر دیکھا جائے تو بچے اور بچی کی عمر بلوغت میں فرق کا لحاظ ہونا چاہیے، کیونکہ دونوں کے طبائع میں فرق ہے بچی کی طبیعت میں بچے کی بنسبت زیادہ حرارت پائی جاتی ہے۔ اسی وجہ سے فقہاء کرام کے اقوال بھی بچے اور بچی کی عمر بلوغت میں مختلف ہیں چنانچہ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

غير أن الإناث نشوءهن وإدراكهن أسرع فنقصنا في حقهن سنة لاشتمالها على الفصول الأربعة التي يوافق واحد منها المزاج لا محالة.[29]

اس کے علاوہ کہ بچیوں کی نشو ونما اور ادراک تیز ہوتی ہے اس لیے اس کے حق میں بلوغت کی عمر میں ایک سال کو کم رکھا کیونکہ ایک سال چار فصلوں پر مشتمل ہوتی ہے جن میں سے ایک یقینی طور پر اس کے مزاج کے موافق ہوگی۔

اسی طرح علاقائی آب و ہوا بھی طبائع پر اثرانداز ہوتی ہے چنانچہ گرم علاقوں میں رہائش پذیر افراد میں ٹھنڈے علاقے کی بنسبت جلدی بالغ ہونے کے امکانات پائے جاتے ہیں۔

انسانی نشو نما میں نمایاں کردار خوراک کا ہے جس کے اثرات انسانی جسم میں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں چنانچہ جس طرح خوراک کی وجہ سے انسان کمزور اور طاقتور ہوتا ہے اسی طرح بالغ ہونے میں بھی خوراک کا عمل دخل ہے مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں کے ہاں مرغن اور چٹ پٹے کھانے کھائے جاتے ہیں وہاں بچوں کی بلوغت جلدی ہوتی ہے۔

مفتی بہ قول کے مطابق اگر بچے میں علامات بلوغت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کی عمر میں اس کو بالغ شمار کیا جاتا ہے اسی کو قانونی طور پر اگر بنیاد بنایا جائے اور پندرہ سال سے کم عمر افراد کو بچوں کی فہرست میں شمار کیا جائے تو کوئی حرج لازم نہیں آتا بلکہ فائدہ یہ ہوگا کہ

بلوغت کا قانونی عمر شرعی مقرر کردہ عمر کے موافق ہو جائے گا،اس کے بعد اگر اٹھارہ سال کی عمر تک سزاؤں میں مزید کوئی تخفیف رکھی جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر ہوگا، کہ اٹھارہ سال کی عمر کا فرد چونکہ بچپن کے قریب ہے اور اس میں بچپن کی عادات واطوار باقی رہتی ہیں،انسانی عادات میں تبدیلی فوری نہیں ہوتی اس لیے اس تدریجی عمل کا لحاظ کر کے اگر اٹھارہ سال کی عمر تک سزاؤں میں تخفیف کا پہلو مد نظر رکھا جائے تو مناسب رہے گا۔اس سلسلے میں مختلف مکاتب فکر کے علماء کرام اور اسلامی نظریاتی کونسل کو بھی اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

اسلام میں بچوں کی قید کا ثبوت

اسلام نے فتنہ اور فساد فی الارض کو بہت بڑا جرم قرار دیا ہے، چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے: **وَالْفِتْنَةُ أَكْبَرُ مِنْ الْقَتْلِ**[30]

''اور فتنہ قتل سے بھی زیادہ سنگین چیز ہے۔''

اور اس کی روک تھام کے کئی اقدامات کیے ہیں جن میں سے قید بھی ہے چنانچہ باری تعالی کا ارشاد ہے:

إِنَّمَا جَزَاءُ الَّذِينَ يُحَارِبُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَسْعَوْنَ فِي الأَرْضِ فَسَاداً أَنْ يُقَتَّلُوا أَوْ يُصَلَّبُوا أَوْ تُقَطَّعَ أَيْدِيهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ مِنْ خِلافٍ أَوْ يُنفَوْا مِنْ الأَرْضِ[31]

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کرتے اور زمین میں فساد مچاتے پھرتے ہیں، ان کی سزا یہی ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے، یا سولی پر چڑھا دیا جائے، یا ان کے ہاتھ پاوں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں، یا انہیں زمین سے دور کر دیا جائے۔

بچہ احکام شرعیہ کا مکلّف نہیں لہٰذا اس کو کسی جرم کی سزا میں قید نہیں کیا جا سکتا اسی وجہ سے دور نبوی ﷺ و دور خلفائے راشدین میں اسے قید کرنے کی کوئی مثال نہیں پائی جاتی تاہم اسے بے لگام بھی نہیں چھوڑا جا سکتا کہ وہ دوسروں کے نقصانات کرے یا کوئی اس کے بچپنہ سے فائدہ اٹھا کر اس سے جرائم کرائے اس لیے اس کی تادیبی سزا ہونی چاہیے چنانچہ علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

''وَلَا يُحْبَسُ الصَّبِيُّ إلَّا بِطَرِيقِ التَّأْدِيبِ حَتَّى لَا يَتَجَاسَرَ إلَى مِثْلِهِ إذَا بَاشَرَ شَيْئًا مِنْ أَسْبَابِ التَّعَدِّي قَصْدًا، أَمَّا إذَا كَانَ خَطَأً فَلَا''[32]

''بچہ جب قصداً کسی کا نقصان کرے تو تادیبی طور پر اس کو قید کیا جائے گا تاکہ وہ اس جیسے کاموں پر جرات نہ کرے، اور اگر خطاً اس سے کوئی نقصان صادر ہو جائے تو اس میں سزا نہیں ہے۔''

اسی طرح فقہ حنفی کی مشہور کتاب المحیط البرہانی میں بھی لکھا ہے کہ بچہ چونکہ سزا کا مستحق نہیں لہٰذا اس کو تادیباً قید کیا جائے گا تاکہ اس کو تنبیہ ہو جائے اور آئندہ کسی کا نقصان نہ کرے یہ بالکل اسی طرح ہے کہ جیسے اس کو نماز چھوڑنے پر تادیباً مارنے کا حکم ہے تاکہ وہ نماز کا عادی بن جائے۔[33]

اسی طرح علامہ شمس الائمہ السرخسی رحمہ اللہ نے بھی یہی لکھا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

"وَبَعْضُهُمْ قَالَ: الْحَبْسُ لِلصَّبِيِّ بِطَرِيقِ التَّأْدِيبِ حَتَّى لَا يَتَجَاسَرَ عَلَى مِثْلِهِ وَلَكِنَّ هَذَا إِنَّمَا يَكُونُ فِيمَا يُبَاشِرُ مِنْ أَسْبَابِ التَّعَدِّي قَصْدًا أَمَّا مَا وَقَعَ خَطَأً مِنْهُ فَلَا"[34]

"بچے کے لیے قید کی مشروعیت ادب سکھلانے کے طور پر ہے تاکہ وہ نقصان پر جری نہ بنے لیکن یہ قید کرنا تب ہوگا جب اس نے قصداً اسباب نقصان کو اختیار کیا ہو، خطأً نقصان ہو جانے کی صورت میں اس کی سزا قید نہ ہوگی۔"

قیدی بچوں کے مسائل

بد قسمتی سے بچے مناسب تعلیم وتربیت نہ ملنے یا سرپرست کی نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے ایسے لوگوں کے آلہ کار بن جاتے ہیں ، یا خود ایسے جرم کے مرتکب بن جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں ان کو جیل کی کوٹھڑی میں محبوس ہونا پڑتا ہے، لیکن وہاں بھی ان کو بہت سارے مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

قید خانہ اور قید جہاں خود باعث تکلیف واذیت ہے وہاں کچھ چیزیں ان تکالیف کو اور بھی بڑھا دیتی ہے، اگر بالغ آدمی کو کچھ مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑے تو وہ اسے وقتی سمجھ کر برداشت کرتا ہے لیکن وہ ننھی کلیاں جن کو ابھی تک اچھے اور برے کی تمیز بھی نہیں، جن کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کونسا کام ان کے لیے نفع بخش اور کون سا کام نقصان دہ ہے، جن کے کمزور اعضاء صرف قلم اور کتاب برداشت کر سکتے ہیں، ان کو اگر ان پے درپے اذیتوں کا سامنا کرنا پڑے تو وہ ان کو کہاں تک برداشت کر سکیں گے، بلکہ وہ تو ان مصائب میں الجھ کر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھیں گے، ان معصوموں کو اس ترقی یافتہ دور میں بھی قید خانوں میں جا کر ایسے حالات سے گزرنا پڑتا ہے کہ الامان والحفیظ!

ایمنسٹی انٹرنیشنل ایک ادارہ ہے جس نے 2003 میں اپنے ایک رپورٹ میں یہ دعوی کیا کہ اس وقت Juvenile justice system کے موجود ہونے کے باوجود قیدی بچوں کو ان کے تمام حقوق میسر نہیں۔[35]

اسی طرح (HRCP) ایک ادارہ ہے اس کے جاری کردہ ایک بیان کے مطابق 2003 میں بہت ساری جیلوں میں بچوں کو بیڑیوں میں بند پایا گیا، ان جیلوں میں بہاولپور کی جیل بھی شامل ہے۔[36]

دسمبر 2011 میں (Society for the protection of rights of children) (SPARC) نے پاکستان میں بچوں کے قید خانوں سے متعلق سروے کر کے یہ رپورٹ پیش کی کہ اس وقت پاکستان کی جیلوں میں محبوس بچوں کی کل تعداد تقریباً 1421 ہیں، جن میں سے صرف 165 بچے سزا کاٹ رہے ہیں باقی سب کو حفظ ماتقدم کے طور پر قید کیا گیا ہے۔[37]

بچوں کی اتنی بڑی تعداد کا بغیر سزا کاٹے قید خانوں میں محبوس ہونا جہاں خود قابل افسوس ہے وہاں ان معصوم کلیوں کو اتنے سارے مسائل اور مشکلات کا سامنا ہے کہ انہیں چند سطور میں بیان کرنا ممکن نہیں، پی ایچ ڈی سطح پر کسی ضخیم مقالہ میں ہی شاید ان مسائل کا کسی قدر احاطہ ممکن ہو ، تاہم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ کے اصول کے تحت چند اہم نکات ومسائل کو یہاں بیان کیا جاتا ہے۔

رہائش کے مسائل:

انسان کو زندگی گزارنے کے لیے رہائش کی ضرورت ہوتی ہے رہائش نہ ملنے کی وجہ سے انسان کو سخت اذیت اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، جو بچے کسی وجہ سے قید و بند کی صعوبتوں سے گزر رہے ہوں ان کے لیے معقول رہائش کا انتظام کرنا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے، اس وقت صوبہ پنجاب میں بچوں کے لیے علیحدہ طور پر صرف دو جیلیں بنائی گئی ہیں، بورسٹل جیل بہاولپور اور بورسٹل جیل فیصل آباد، اس وقت بورسٹل جیل فیصل آباد کے قیدی رہائشی اعتبار سے سخت مشکلات سے دوچار ہیں جن کی وجہ بورسٹل جیل فیصل آباد کی دیوار کا گرنا ہے، ان بچوں کو فی الحال سنٹرل جیل فیصل آباد منتقل کیا گیا ہے۔[38]

سنٹرل جیل فیصل آباد چونکہ بورسٹل ادارہ نہیں ہے لہٰذا ان بچوں کو وہاں منتقل نہیں کرنا چاہیے تھا بلکہ بہاولپور بورسٹل جیل منتقل کرنا چاہیے تھا جو کہ خاص قیدی بچوں کے لیے ہی تعمیر کیا گیا ہے وہاں ان کے لیے مناسب سہولیات موجود ہیں۔

معاشی مسائل:

انسانی ساخت کی بقاء خوراک پر موقوف ہے خوراک سے کوئی جاندار مستغنی نہیں ہو سکتا تاہم اس سلسلے میں بڑوں کی بنسبت بچوں کے خوراک کا مسئلہ انتہائی پیچیدہ ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بڑوں کی خوارک کے لیے کوئی وقت مقرر کیا جاسکتا ہے مگر بچے کو کسی بھی وقت کھانے کی طلب ہو سکتی ہے مقررہ وقت تک بچوں کو انتظار کرنا سخت اذیت کا باعث بنتا ہے ایسا عین ممکن ہے کہ مقررہ وقت پر بچہ کی طبیعت کھانے کو نہ چاہتی ہو اور اس وقت کوئی اسے جبراً کھلانے کے لیے مقرر بھی نہیں ہوتا لہٰذا قیدی بچوں کے لیے ہر وقت کھانا دستیاب ہونا چاہیے اور بلا کسی ڈانٹ وغصہ کے ان کو کھانا فراہم کرنا چاہیے۔

بچوں کو باہنر افراد بنانے کے لیے اور مستقبل میں معاشی بدحالی سے محفوظ رکھنے کے لیے ان کو مختلف ہنر سکھائے جائیں ایک رپورٹ کے مطابق TEVTA کے تعاون سے ویلڈنگ، الیکٹریشن اور موٹر مکینک وغیرہ کی مہارت کا کورس کروایا جاتا ہے۔[39]

یہ تمام کام ایسے ہیں، جن میں کافی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اگر ان کو کمپیوٹر پروگرامز اور دستکاری کے ساتھ ساتھ انگلش لینگویج، عربی لینگویج اور چائنیز لینگویج سکھانے کا اہتمام کیا جائے تو یہ مستقبل میں ان کی معاشی زندگی میں کافی حد تک سہولت پیدا کر سکتا ہے۔

تعلیم وتربیت کے مسائل:

عام بچوں کی نسبت مجرم بچوں کے لیے تعلیم وتربیت انتہائی ناگزیر ہے ان کو اسلامی آداب، اچھے اخلاق، اچھے برے کی تمیز، آداب معاشرت، ابتدائی شرعی مسائل پاکی وناپاکی کے مسائل وغیرہ سکھانا بہت ضروری بلکہ ان کا بنیادی حق ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: **أَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ، وَأَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ**[40] ترجمہ: اپنے اولاد کے عزت نفس کا خیال رکھو اور انہیں اچھے اخلاق سکھاؤ۔

ایک رپورٹ کے مطابق قیدی بچوں کو مذہبی تعلیم کے ساتھ ساتھ رسمی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔[41] تاہم اس کے لیے محکمہ تعلیم کی طرف سے کبھی بھی اساتذہ بھرتی کرنے کا اشتہار اور ان کے تعلیمی نصاب سے متعلق معلوماتی پروگرام منعقد نہ ہو سکا۔ حالانکہ دیگر اداروں کی طرح یہاں بھی میرٹ کے بنیاد پر قابل اور ذہین محنتی اساتذہ کی اشد ضرورت ہے اس کے ساتھ ہی ان کو نصاب تعلیم بھی دوسرے اداروں سے قدرے مختلف ہونا چاہیے ان کی تعلیم میں تربیت اور اصلاح کا پہلو غالب رکھنا چاہیے تاکہ جیل سے نکل کر یہ بھی قوم اور ملک کا قیمتی سرمایہ بن سکے۔

پاکستان پریزن رولز کے مطابق جو بچہ ایک سال یا اس سے زائد عرصہ کے لیے قید ہو جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم دو گھنٹے پڑھنے لکھنے اور حساب کی مشق کرنے میں صرف کرے۔[42]

پاکستان پریزن رولز کی طرف سے وقت کی یہ تحدید بہت کم ہے جس میں معقول تعلیم حاصل نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس وقت کو بڑھا کر کم از کم پانچ گھنٹے مقرر کرنا چاہیے تاکہ دیگر بچوں کی طرح یہ بھی تعلیمی زیور سے خوب اچھی طریقہ سے آراستہ ہوں۔

جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ کے ساتھ ساتھ دوسرے ایسے مستند اور بہترین ادارے جو ان بچوں کی تعلیمی اور تربیتی ترقی میں معاونت کرنا چاہتے ہوں ان کو بھی اس کار خیر میں حصہ ڈالنے کا موقع فراہم کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان قید خانوں میں مقامی علمائے کرام سے اصلاحی بیانات کروانے کا ایک منظم اور مربوط نظام قائم کیا جائے اور اسلامی دینی کتب کی لائبریریاں قائم کی جائیں۔

علاج معالجہ اور صحت کے مسائل:

یہ بات تو مسلم ہے کہ قیدی بچوں کو ضروری طبّی، جسمانی، نفسیاتی، فنی، تعلیمی اور معاشرتی معاونت ملنی چاہیے لیکن ہمارے ہاں اس سلسلے میں کیے گئے اقدامات ناکافی ہیں، جسٹس اینڈ لاء کمیشن آف پاکستان کے مطابق قیدی بچوں کو بیماری کی شکایت ہونے پر جیل میڈیکل آفسر کے پاس معائنہ کے لیے لایا جائے گا اور وہ یہ فیصلہ کرے گا کہ آیا بیرونی مریض کے طور پر اس کا علاج کیا جائے یا اسے جیل کے ہسپتال میں داخل کیا جائے۔ شدید بیمار ہو جانے پر اس کے رشتہ داروں کو بھی اطلاع دی جائے۔[43]

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ قید خانوں کی ہسپتالوں میں قیدیوں کو دی جانے والی دوائیاں اچھے معیار کی نہیں ہوتی اور اکثر اوقات مطلوبہ دوائیاں دستیاب بھی نہیں ہوتی انتظامیہ چشم پوشی سے کام لیتے ہیں جس کی وجہ سے قیدیوں کو بہت زیادہ تکلیف اور اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

تفریح کے مسائل:

بچوں کی ذہنی اور جسمانی نشونما کے لیے کھیل کود بہت ضروری ہے کھیل کے بغیر بچے کی صحیح نشونما ممکن نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بچوں کے سلسلے میں کھیل کود کی حوصلہ افزائی فرمائی اس سلسلے میں یعلیٰ عامری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ:

أَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - يَعْنِي إِلَى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ قَالَ: فَاسْتَمْثَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَ الْقَوْمِ، وَحُسَيْنٌ مَعَ غِلْمَانٍ يَلْعَبُ، فَأَرَادَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

يَأْخُذَهُ، فَطَفِقَ الصَّبِيُّ يَفِرُّهَا هُنَا مَرَّةً وَهٰهُنَا مَرَّةً، فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُضَاحِكُهُ حَتَّى أَخَذَهُ۔۔۔[44]

وہ آپ ﷺ کے ساتھ ایک دعوت کی طرف نکلے ،آپ ﷺ لوگوں کے آگے آگے تشریف فرما تھے اسی دوران حضرت حسین رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے آپ ﷺ نے اسے پکڑنے کا ارادہ فرمایا تو وہ ادھر اُدھر بھاگنے لگے آپ ﷺ اسے ہنسانے لگے یہاں تک کہ اسے پکڑ لیا۔

بچوں کے قید خانوں کا احاطہ مختصر ہونے کی وجہ سے وہاں معقول طریقے سے ہر بچے کی چاہت کے مطابق کھیل کا موقع میسر نہیں ہوتا، کیرم بورڈ اور لڈو جیسے کھیل جس کو عام طور پر والدین اپنے بچوں کے لیے نقصان دہ سمجھتے ہیں جیل خانوں میں بچے اس کھیل سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

جنسی استحصال:

انتہائی افسوس کی بات ہے کہ معصوم بچے جن کی حفاظت اب حکومت کی ذمہ داری ہے حکومتی اداروں میں رہ کر بھی محفوظ زندگی نہیں گزار سکتے اور وہ قید خانوں میں رہ کر بھی جنسی درندگی کا شکار ہے۔13 اکتوبر 2015 پشاور۔KPK کے دارالحکومت پشاور میں موجود سینٹرل جیل میں محبوس ایک نوعمر قیدی نے یہ الزام لگایا ہے کہ اسے اور دوسرے نوعمر قیدیوں کو جیل کے اندر جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور جیل کے کچھ حکام بھی اس گھناؤنے جرم میں ملوث ہیں ان کی طرف سے نوعمر قیدیوں کو بالغ قیدیوں کے سامنے جنسی درندگی کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ جیل کے عملے کے کچھ اہلکار اس کے بدلے میں قیدیوں سے رقم وصول کرتے ہیں۔ مزید یہ کہ دیگر بچوں کے ساتھ بھی یہیں کچھ کیا جاتا ہے لیکن خوف کی وجہ سے کوئی آواز نہیں اٹھاتا۔[45]

انسانی حقوق کے بین الاقوامی ادارے (**Human Rights Watch**) نے پاکستان میں بچوں کے قید خانوں سے متعلق شکایات میں اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ قید خانوں میں بچوں کو جسمانی اور جنسی تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔[46]

بدکاری بہت بڑا گناہ ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وَلا تَقْرَبُوا الزِّنَى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلاً[47]

"اور زنا کے پاس بھی نہ پھٹکو۔وہ یقینی طور پر بڑی بے حیائی اور بے راہ روی ہے۔"

آیت کریمہ سے بدکاری کی قباحت اور شناعت واضح ہے کہ قریب جانے سے بھی اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔ایک طرف بدکاری کی قباحت اور اس کے ساتھ ساتھ چھوٹے بچوں کے ساتھ بدفعلی کرنا انتہائی شرمناک ہے، یہ اتنا بڑا قابل مؤاخذہ جرم ہے کہ اس جرم کے ارتکاب میں اللہ تعالی نے لوط علیہ السلام کے قوم پر پتھر برسائے تھے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِنْ سِجِّيلٍ مَنْضُودٍ[48]

”پھر جب ہمارا حکم آگیا تو ہم نے اس زمین کے اوپر والے حصے کو نیچے والے حصے میں تبدیل کر دیا، اور ان پر پکی مٹی کی تہہ بر تہہ پتھر برسائے۔“

قیدی بچوں سے متعلق ملکی قوانین کا تنقیدی جائزہ

قیدی بچوں سے متعلق جب پاکستان میں پہلی بار Juvenile Justice System Ordinance, 2000 منظور کیا گیا تو اس میں یہ تجویز دی گئی تھی کہ اسلام آباد میں قیدی بچوں اور بچیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ ریفارمیٹری سکولز اور بورسٹل ادارے قائم کیے جائیں۔۔۔ لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا اور ابھی تک پاکستان میں بچیوں کے لیے کوئی علیحدہ ادارہ قائم نہ ہو سکا۔

اسی طرح قومی اسمبلی سے ایک ایکٹ قیدی بچوں سے متعلق پاس ہوا ہے جس کا عنوان System Juvenile Justice Act, 2018. ہے اس کے ذریعے سابقہ Juvenile Justice System Ordinance, 2000 منسوخ ہو چکا ہے لیکن یہ بھی ادھورا اور نامکمل ہے، اس ایکٹ کے نمایاں نکات درجہ ذیل ہیں۔

- اس ایکٹ کے نفاذ کے تین ماہ کے اندر ہی حکومت ہائی کورٹ سے مشاورت کر کے جوونائل کے لیے علیحدہ عدالتیں قائم کرے گی۔
- بچے سے متعلق فیصلہ چھ ماہ کے اندر ہی کرنا ہو گا بصورت دیگر ہائی کورٹ سے درخواست کی جائے گی کہ وہ وقت میں توسیع کرے۔
- ایکٹ کے نفاذ کے تین ماہ کے اندر جوونائل جسٹس کمیٹی بنائی جائے گی اس کمیٹی کا آفس کورٹ کے احاطے میں ہی ہو گا۔
- بچے کو کسی سخت جرم میں ملوث ہونے کی صورت میں ہی گرفتار کیا جائے۔
- جس قدر ممکن ہو قید کی متبادل کوئی صورت اختیار کیا جائے۔
- قیدی بچے کو ہر مرحلے پر ہر قسم کی قانونی اور طبی معاونت فراہم کی جائے، تا کہ اس کے لیے جیل کے بجائے ری ہیبیلیٹیشن سنٹر میں ٹھہرنے کے امکانات زیادہ پیدا ہوں۔
- قیدی بچے کو کسی جیل یا تھانہ کی بجائے (Observation Home) یا متعلقہ آفیسر کے پاس لے جایا جائے۔
- بچے کی گرفتاری کے بعد چوبیس گھنٹے کے اندر اس کے سرپرست کو اطلاع دی جائے اور اس کو بچے کی گرفتاری کی وجوہ، عدالت میں پیشی کی تاریخ اور وقت بتادیا جائے۔
- بچے کو ضمانت پر رہا کرنے کی بھرپور کوشش کی جائے۔
- جوونائل کورٹ میں مدعی، سٹاف اور سرپرست اور وہ لوگ جن کو عدالت طلب کرے کے علاوہ کسی کو حاضر ہونے کی اجازت نہیں ہو گی۔
- جوونائل سے تفتیش سب انسپکٹر یا سپرنٹنڈنٹ کی نگرانی میں کی جائے۔

- رپورٹ کی تیاری تفتیشی آفیسر، پربیشن آفیسر اور سوشل ویلفیر آفیسر کی معاونت سے کی جائے۔
- رپورٹ کی تیاری میں بچے کے سماجی اور اخلاقی پس منظر، جرم کی وجوہات اور اس کی تعلیمی سطح کو مد نظر رکھا جائے۔
- تفتیش، مقدمہ کی کاروائی اور فیصلہ کرتے وقت بچے کے مفاد کو مقدم رکھا جائے۔
- فی میل جووینائل کی تفتیش کسی بھی صورت میں مرد آفیسر نہیں کر سکتا۔
- بچے سے متعلق کورٹ کو فراہم کی جانے والی تمام رپورٹیں خفیہ رکھی جائے گی ان کی تشہیر نہیں کی جائے گی خلاف ورزی کرنے والے کو سزا دی جائے گی، ضرورت پڑنے پر صرف سرپرست کو دکھائی جاسکتی ہے۔
- بچے کو ہتھکڑی اور بیڑی نہیں ڈالی جاسکتی۔
- بچے کو کوڑوں کی سزا اور قید تنہائی کی سزا نہیں دی جاسکتی، البتہ اگر اس کی عمر سولہ سال سے زائد ہو اور کسی خطرناک جرم کا مرتکب ہو تو پھر اس کو چوبیس گھنٹے کے لیے ہتھکڑی یا قید تنہائی کی سزا دی جاسکتی ہے۔
- فی میل جووینائل کو ری ہیبیلیٹیشن سنٹر میں رکھا جائے، ان کے لیے الگ ادارے قائم کیے جائیں اور یہ ادارے حکومت کے علاوہ کوئی شخص بھی بنا سکتا ہے ان کے باقاعدہ طور پر وقتاً فوقتاً دورے بھی کیے جائیں۔
- ان اداروں کے لیے سرٹیفیکیٹ کا اجرا ہوگا، انتظام درست نہ ہونے یا مناسب نگرانی نہ ہونے کی صورت میں ان کا سرٹیفیکیٹ منسوخ کیا جائے گا۔

اس ایکٹ کی پہلی خوبی یہ ہے کہ پاکستان میں اس سے پہلے مجرم بچوں کے لیے کوئی خاص قانون سازی نہیں کی گئی تھی اس اعتبار سے یہ پہلا قدم ہے، اس ایکٹ میں مجرم بچے سے متعلق عدالتی معاملات کو بڑی جامعیت سے اصول وضوابط اور سفارشات کی شکل میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن ابھی تک اس سلسلے میں کافی معاملات ایسے ہیں جن کا طے ہو جانا نہایت اہمیت کا حامل ہے، اس ایکٹ میں تقریباً عدالتی کاروائی کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور اس کے لیے قواعد وضوابط اور انتظامی امور کی سفارشات کی گئی ہیں، عدالت سے گزرنے کے بعد کے مراحل کو اس میں بیان نہیں کیا گیا، حالانکہ جووینائل کے لیے عدالت کی بنسبت قید میں گزارنے والا عرصہ نہایت اہم، توجہ اور اہمیت کا حامل ہے، اس عرصہ میں اس کی زندگی کے قیمتی لمحات گزرتے ہیں جس میں اس کو تعلیم وتربیت، اصلاح اور معاشرتی آداب سیکھنے کی اشد ضرورت ہے۔ اسی طرح دوران قید مجرم اور ملزم میں امتیاز کر کے دونوں کو الگ الگ قید کرنا بھی ضروری ہے تاکہ دونوں کے ساتھ الگ رویہ رکھا جاسکے اور دونوں کے معاملات میں ملزم اور مجرم ہونے کی وجہ سے امتیاز رکھا جاسکے چنانچہ موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں اس کی تقسیم کچھ اس طرح مذکور ہے:

"حَبْسُ الْمَوْقُوفِينَ: هُوَ حَبْسُ أَهْلِ الرِّيبَةِ وَالتُّهَمَةِ۔۔۔وَحَبْسُ الْمَحْكُومِينَ :هُوَ حَبْسُ مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ حَقٌّ وَقَامَتْ بِهِ الْبَيِّنَةُ۔۔۔"[49]

"موقوف قیدی (یعنی حفظ ماتقدم کے طورپر جو قید کیے گئے ہوں) جو شک اور تہمت کی وجہ سے قید ہوں۔۔۔وہ قیدی جن کے بارے میں فیصلہ صادر ہوچکا ہو،اس سے مرادوہ قیدی ہیں جن پر کوئی حق ثابت ہوچکا ہواوراس پر گواہ قائم ہوچکے ہوں۔"

اسی طرح اس ایکٹ میں یہ فرق بھی نہیں رکھا گیا کہ وہ بچے جو معاملات کے سلسلے میں ملزم بن کرآئےان کے ساتھ اور جو جرائم میں ملوث ہو کرآئےان کے ساتھ کس رویہ کو اپنایا جائے گا،کیونکہ دونوں کی نوعیت ایک دوسرے سے بہت مختلف ہےاور دونوں کے ساتھ یکساں سلوک نہیں رکھا جاسکتا فقہاء کرام کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں قسم کے مجرموں کے درمیان فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیےعلامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"مَيَّزَ الْفُقَهَاءُ فِي الْحَبْسِ بَيْنَ الْمَحْبُوسِ فِي الْمُعَامَلَاتِ كَالدَّيْنِ، وَبَيْنَ الْمَحْبُوسِ فِي الْجَرَائِمِ، كَالسَّرِقَةِ۔۔۔"[50]

"فقہاء کرام نے معاملات جیسے قرض کے قیدی اورجرائم جیسے چوری میں ملوث قیدی کے درمیان فرق کیا ہے۔"

اسی طرح اس ایکٹ میں قیدی بچوں کے درمیان جرائم کی نوعیت اور مراتب کے لحاظ سے فرق کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا حالانکہ فرق مراتب کالحاظ بہت ضروری ہے تاکہ ان کی تربیت میں کوئی خلل نہ پڑےاور بڑے مجرموں کی عادات چھوٹے مجرموں کی طرف منتقل نہ ہوں۔

اسی طرح وہ قیدی بچے جو ذہنی یا جسمانی مرض میں مبتلا ہوں ان کے ساتھ دیگر بچوں کی بنسبت زیادہ سہولت اورآسانی کا معاملہ کیا جانا چاہیے،ان کی پیشی عدالتوں کی بجائے کسی خاص کمرہ میں کی جانی چاہیے،شریعت کی روسے بیمار کے ساتھ ہر مسئلہ میں نرمی اختیار کی گئی ہے حتیٰ کہ فرائض نماز روزہ وغیرہ میں بھی بیمار کو چھوٹ دی گئی ہے،اس ایکٹ میں ایسے بچوں کے بارے میں کوئی متبادل صورت بیان نہیں کی گئی جو شرعی مزاج کے خلاف ہے۔

اسی طرح مجرم بچے کی ذہنیت عام بچوں کی نسبت مختلف ہوتی ہے چنانچہ اس کے تمام امور کامعیار دیگر بچوں سے مختلف ہونا چاہیے۔ایسے بچوں کے لیے تعلیم وتربیت کے سلسلے میں اس ایکٹ میں کوئی تذکرہ موجود نہیں حالانکہ مجرمانہ ذہنیت کے حامل بچوں کے اصلاح کے لیے سب سے اہم ضرورت اچھی اور معیاری تعلیم ہے جس کو حاصل کر کے مجرم بچے معاشرے کے لیے مفید شہری ہونے کی صلاحیت پیدا کر سکتے ہیں۔جو وینائل کے لیے علیحدہ عدالتوں کا قیام ضروری نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بچوں سے متعلق عدالتی احکام سے عوام میں آگاہی ہونی چاہیے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اس کی وجہ سے سزاؤں کو دیکھ کر لوگوں میں اپنے بچوں کو جرائم سے محفوظ رکھنے کا شعور پیدا ہوگا اور جن کے بچوں کو کسی جرم میں ملوث ہو کر عدالت کا سامنا کرنا پڑرہا ہے ان کو آگاہی ہو گی کہ قانون میں اس کے بچے کے لیے کیا طریقہ کاراور کتنی سہولت موجود ہے؟،اس سلسلے میں اگر حکومتی اداروں کی طرف سے غفلت ہو گی تو وہ اپنا حق مانگ سکیں گے۔

قیدی بچے اپنے والدین عزیز واقارب سے دور ہو جانے کی وجہ سے اس بات کے زیادہ مستحق ہیں کہ ان سے پیار محبت اور شفقت کا معاملہ کیا جائےان کی سزاؤں میں بھی تعلیم وتربیت کا پہلو غالب رکھنا چاہیے،چنانچہ اس ایکٹ میں بچوں سے متعلق سزاؤں

کے حدود و قیود کا بھی کوئی تذکرہ موجود نہیں جس کی وجہ سے جیل انتظامیہ بچوں کو اپنی مرضی کی سزا دیتے ہیں لہٰذا سزاؤں سے متعلق بھی کوئی موثر قانون سازی ہونی چاہیے۔

قیدی بچوں سے متعلق گرفتاری کا طریقہ کار، عدالت میں پیشی کا طریقہ کار، تفتیش کا طریقہ کار، سزا کا تعین اور اس کی مدت، سزا کاٹنے کی جگہ وغیرہ کا تمام قانونی طریقہ کار بڑے قیدیوں سے مکمل الگ اور مختلف ہے ان کے لیے جووینائل جسٹس سسٹم موجود ہیں اور سزا کاٹنے کے لیے جیل کے طور پر تربیت کرنے کے لیے ریفارمیٹری سکول اور بورسٹل ادارے بھی موجود ہیں۔ان کی ضروری اور مختصر تشریح Juvenile justice system Act, 2018 اور "لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان 1978" کے مسودات میں موجود ہیں، جس کا مختصر خلاصہ پیش کیا گیا، لیکن اس پر بھی صحیح طریقہ سے عمل درآمد نہیں ہورہا۔ قانون موجود ہونے کے باوجود ضلعی سطح پر اس پر عمل درآمد نہ ہونا اور ارباب حل وعقد کا اس تمام تر طریقہ کار سے لاعلمی کا اظہار کرنا قابل افسوس ہے آج بھی بعض مقامات پر ضلعی عدالتوں میں بچوں کو ہتھکڑیاں پہنا کر عدالتوں میں پیش کرنے کی روایت برقرار ہے۔

ماں قید ہونے کی صورت میں بچے کا حکم

شرعی نقطہ نظر سے:

قید کے سلسلہ میں بچوں کا معاملہ بڑوں سے قدرے مختلف ہے اور وہ اس طرح کہ ان کو کسی اور کے جرم کے نتیجے میں بھی جیل کی کوٹھری میں جانا پڑتا ہے اس سلسلے میں اسلامی نقطہ نظریہ ہے کہ وہ بچے جو ماں کے بغیر نہیں رہ سکتے وہ ماں کے ساتھ جیل میں رہیں گے ان کو ماں سے الگ کرنا جائز نہیں کیونکہ جرم ماں سے صادر ہوا ہے لہٰذا اس کے نتیجے میں بچے کو ماں کی ممتا سے محروم کرنے کا کوئی جواز نہیں علاوہ ازیں کہ اس علیحدگی کے نتیجہ میں ماں کو بھی اذیت کا سامنا کرنا پڑے گا جو کہ اس کی سزا کا حصہ نہیں لہٰذا بچے کو ماں سے الگ نہیں کیا جائے گا۔اس سلسلہ میں السنن الکبریٰ للبیہقی میں ابواب السیر کے تحت **بَابُ التَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَوَلَدِهَا** کے عنوان سے باب قائم کر کے مصنف نے بہت ساری احادیث جمع کی ہیں ایک روایت میں واضح طور پر قیدی ہونے کا تذکرہ بھی موجود ہے:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَصَبْتُ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ مَعَهَا ابْنٌ لَهَا , فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيعَهَا وَأُمْسِكَ ابْنَهَا , فَقَالَ لِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بِعْهُمَا جَمِيعًا أَوْ أَمْسِكْهُمَا جَمِيعًا "

حضرت علی رضی اللہ سے روایت ہے: میرے حصہ میں قیدیوں میں سے ایک باندی آئی جس کے ساتھ بچہ بھی تھا، میں نے باندی بیچنے اور بچہ اپنے پاس رکھنے کا ارادہ کیا، آپ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا: یا تو دونوں کو بیچ دو یا دونوں کو رکھ لو۔

اسی طرح باقی مذکورہ روایات کی تخریج اگرچہ دیگر کتب سے کی گئی ہے مگر السنن الکبریٰ میں مذکورہ باب کے تحت وہ بھی درج ہے ان سب روایات کا خلاصہ یہ ہے کہ بچے کو ماں سے جدا نہیں کیا جائے گا ان میں سے چند روایات درجہ ذیل ہیں:

((لَا تُولَهُ وَالِدَةٌ عَنْ وَلَدِهَا))[51]

ماں کو بچہ سے الگ نہیں کیا جائے گا۔

((مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا فَرَّقَ اللهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَحِبَّتِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))[52]

جس نے ماں اور اس کے بچے کے درمیان جدائی ڈالی اللہ تعالی قیامت کے روز اس کے اور اس کے محبوب کے درمیان جدائی ڈالے گا۔

((لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ وَالِدَةٍ وَوَلَدِهَا))[53]

"ماں کو بچہ سے الگ نہیں کیا جائے گا۔"

((لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الْوَالِدَةِ وَوَلَدِهَا وَبَيْنَ الْأَخِ وَأَخِيهِ))[54]

"اس شخص پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی جس نے ماں کو بچہ سے اور بھائی کو بھائی سے الگ کیا۔"

((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُفَرَّقَ بَيْنَ الْأُمِّ وَوَلَدِهَا فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَى مَتَى؟ قَالَ: حَتَّى يَبْلُغَ الْغُلَامُ وَتَحِيضَ الْجَارِيَةُ))[55]

"رسول اللہ ﷺ نے ماں کو اپنے بچہ سے الگ کرنے سے منع فرمایا، پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ کب تک؟ فرمایا! یہاں تک کہ بچہ بالغ ہو جائے اور بچی کو ماہواری آجائے۔"

"عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: وَهَبَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامَيْنِ أَخَوَيْنِ فَبِعْتُ أَحَدَهُمَا، فَقَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ مَا فَعَلَ غُلَامُكَ، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ:رُدَّهُ رُدَّهُ))[56]

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دو غلام ہدیہ کے طور پر عنایت فرمائے جو آپس میں بھائی تھے، میں نے ان میں سے ایک کو فروخت کیا۔آپ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ اس غلام کا کیا ہوا؟میں نے فروخت کرنے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو واپس کرو! اس کو واپس کرو!"

"عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا،۔۔۔))[57]

"ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے۔"

قانونی اعتبار سے:

لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان کے مطابق عورتوں کو قانونی طور پر یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے بچوں کو چھ سال کی عمر تک اپنے پاس قید خانہ میں رکھے۔اسی طرح قواعد جیل خانہ جات **1978** کے قاعدہ نمبر **326,327,328** کے تحت دودھ پیتے بچوں اور چھ سال کی عمر تک کے بچوں کو ان کی والدہ کے ساتھ رکھا جاسکتا ہے، جن بچوں کی عمر چھ سال سے زائد ہو جائے ان

کو لواحقین کے حوالے کیا جاتا ہے، لواحقین نہ ہونے کی صورت میں ان کو حکومت پنجاب کے مختلف اداروں مثلاً **SOS Village**، **Child Protection Bureau** وغیرہ میں بھجوایا جاتا ہے۔[58]

ماں سے متعلق سزا کا فیصلہ ہونے پر بچوں کے مسائل شریعت اسلامی کے تناظر میں

ماں سے متعلق سزا کا فیصلہ ہو جانے پر بچے کو کئی قسم کے مسائل اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ بچے کی بنیادی تعلیم اور تربیت کی ابتداء ماں کی گود سے ہوتی ہے، اور بچہ ماں کے نشست وبرخاست کو دیکھ کر اپنے اعمال وافعال کا تعین کرتا ہے، اس سلسلے میں بچے کو اگر ماں سے جدا کیا جائے اور ماں پر ایسی سزا جاری کی جائے کہ جس سے وہ بچے کی طرف توجہ نہ دے سکے تو سب سے بڑا مسئلہ یہ پیدا ہو گا کہ وہ بنیادی تعلیم و تربیت اور معاشرتی آداب واخلاق سیکھنے سے محروم ہو جائے گا۔

اسی طرح چھوٹے بچے کے حرکات و سکنات کا سمجھنا اور موقع محل کو سمجھ کر اس کی ہر ضرورت کا پورا کرنا یہ کام صرف ماں ہی کر سکتی ہے۔ کہ وہ بچے کے رونے سے اندازہ لگا جاتی ہے کہ اس کو کس چیز کی ضرورت ہے اس طرح ماں پر سزا جاری کرنے سے بچے کے صحت اور نفسیات پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوں گے۔

اسلامی تعلیمات کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے بچے کے تحفظ کے لیے کئی اقدامات کی ہیں۔ جو بچہ ابھی تک اس دنیا میں آیا بھی نہیں ابھی صرف اس کی جسم کی ابتداء ہے اس کے تحفظ کے لیے بھی اسلام نے احکام صادر کیے ہیں چنانچہ نطفہ قرار پانے اور روح پڑ جانے کے بعد اس کو ضائع کرنا قتل نفس کے زمرے میں آتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے: **وَلا تَقْتُلُوا أَوْلادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلاقٍ**[59] **ترجمہ**: اور اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل نہ کرو۔

اس کے بعد جب بچے کے اعضاء ترقی پا کر حمل بن جائے اور حالت حمل ہی میں ماں فوت ہو جائے اور غالب گمان یہ ہو کہ بچہ زندہ ہے تو شرعی حکم یہ ہے کہ ماں کا پیٹ چاک کر کے بچے کو نکالا جائے گا تاکہ بچے کی جان ضائع نہ ہو۔ چنانچہ اس سلسلے میں امام نووی لکھتے ہیں:

> وَلَوْ مَاتَتِ امْرَأَةٌ فِي جَوْفِهَا جَنِينٌ حَيٌّ، قَالَ أَصْحَابُنَا: إِنْ كَانَ يُرْجَى حَيَاتُهُ، شُقَّ جَوْفُهَا وَأُخْرِجَ ثُمَّ دُفِنَتْ،[60]
>
> ایک عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو، ہمارے حضرات کہتے ہیں کہ اگر بچہ زندہ ہونے کی امید ہو تو اس عورت کا پیٹ چاک کیا جائے گا اور بچہ نکالا جائے پھر عورت کو دفن کیا جائے گا۔

شریعت کی نظر میں بچے کی جان بہت قیمتی ہے اس کے قیمتی ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اگر کسی وجہ سے ماں پر حد ثابت ہو جائے تو بچے کے تحفظ اور مفاد کی خاطر حد کو مؤخر کیا جائے گا، چنانچہ صحیح مسلم کی روایت ہے:

> "حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُرَيْدَةَ ---قَالَ، فَجَاءَتِ الْغَامِدِيَّةُ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِنِّي قَدْ زَنَيْتُ فَطَهِّرْنِي، وَإِنَّهُ رَدَّهَا، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ، لِمَ تَرُدُّنِي؟ لَعَلَّكَ أَنْ تَرُدَّنِي كَمَا رَدَدْتَ مَاعِزًا، فَوَاللهِ إِنِّي لَحُبْلَى، قَالَ: إِمَّا لَا فَاذْهَبِي حَتَّى تَلِدِي، فَلَمَّا وَلَدَتْ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي خِرْقَةٍ، قَالَتْ: هَذَا قَدْ وَلَدْتُهُ، قَالَ: اذْهَبِي فَأَرْضِعِيهِ حَتَّى تَفْطِمِيهِ، فَلَمَّا فَطَمَتْهُ أَتَتْهُ بِالصَّبِيِّ فِي يَدِهِ كِسْرَةُ خُبْزٍ، فَقَالَتْ: هَذَا يَا نَبِيَّ اللهِ قَدْ فَطَمْتُهُ،

وَقَدْ أَكَلَ الطَّعَامَ، فَدَفَعَ الصَّبِيَّ إِلَى رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، ثُمَّ أَمَرَ بِهَا فَحُفِرَ لَهَا إِلَى صَدْرِهَا، وَأَمَرَ النَّاسَ فَرَجَمُوهَا"---[61]

عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ غامدیہ آئی اور کہنے لگی، یارسول اللہ ﷺ میں نے زنا کیا لہٰذا مجھے پاک کرے، اور آپ ﷺ نے اسے واپس کردیا، جب دوسرا دن ہوا، کہنی لگی یارسول اللہ آپ مجھے کیوں واپس کرتے ہے؟ شاید آپس مجھے واپس کریں گے جیسا کہ آپ نے ماعز کو واپس کیا، اللہ کی قسم میں حاملہ ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو نہیں، چلی جا یہاں تک کہ بچے کی ولادت ہو، جب اس نے بچہ جنا تو بچے کو کپڑا میں لپیٹ کرلائی اور کہنی لگی میں نے بچہ جن لیا، آپ ﷺ نے فرمایا جا کر اس کو دودھ پلاتی رہے یہاں تک کہ یہ دووھ چڑائے، جب دودھ چڑایا تو بچے کو لیکر آئی اس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا اور کہنے لگی اے اللہ کے نبی میں نے اس کا دودھ چڑالیا، اور اس نے کھانا کھالیا، آپ ﷺ نے بچہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے حوالے کیا، پھر سینے تک گڑھا کھودنے کا حکم فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا، انہوں نے اس کو رجم کیا۔

نتائج تحقیق:

1. پاکستانی قوانین اور بالعموم بین الاقوامی قوانین میں بچے کا اطلاق اٹھارہ سال سے کم عمر افراد کے اوپر ہوتا ہے اگرچہ فقہاء کرام نے پندرہ سال کی عمر میں بچے کو بالغ قرار دیا ہے تاہم فقہی ماہرین اگر بچے کی عمر اٹھارہ سال سے کم قرار دیں یا پندرہ سے اٹھارہ سال کی درمیانی عمر میں سزا میں تخفیف کو جائز قرار دیں تو بہت سی مشکلات اور مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔
2. بچے کو کسی جرم کی سزا میں تادیباً قید کیا جا سکتا ہے۔
3. پاکستان میں قیدی بچوں کے لیے مناسب قوانین اور الگ قید خانے موجود ہیں، تاہم بچیوں کے لیے علیحدہ قید خانے موجود نہیں ہیں۔
4. ماؤں کے ساتھ مقید بچے بھی متعدد مسائل سے دوچار ہیں اس حوالے سے بھی اسلامی شریعت کی روشنی میں مناسب قانون سازی کی ضرورت ہے۔
5. قومی اسمبلی سے قیدی بچوں سے متعلق Juvenile justice system Act, 2018 منظور ہو چکا ہے جس میں قیدی بچوں سے متعلق معاملات میں کافی حد تک بہتری لائی گئی ہے، مگر عملی صورتحال خوش آئند نہیں۔
6. قیدی بچوں کو قید خانوں میں رہائشی، معاشی، تعلیمی، تربیتی اور جنسی مسائل کا سامنا ہے۔ جس کے لیے مناسب قانون سازی اور جیل عملہ کی تربیت کی ضرورت ہے۔

سفارشات:

1. قیدی بچوں سے متعلق قوانین میں ترمیم کر کے ان کو مزید سہولت دی جائے۔

2. بچوں کی بلوغت کے لیے قانونی عمر اور فقہاء کرام کی مقرر کردہ عمروں میں فرق ہے اس سلسلے میں اجتماعی اجتہاد کی ضرورت ہے جو اس اختلاف کو رفع کر سکے۔

3. بچوں کی جسمانی، ذھنی اور نفسیاتی صحت کا خصوصی لحاظ رکھا جائے اور ڈاکٹرز اور ماہرین نفسیات کے مسلسل وزٹ کو یقینی بنایا جائے۔

4. بچوں کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانے اور عصری تعلیم کے لیے مناسب انتظام کی ضرورت ہے۔

5. قید خانوں میں محبوس بچوں کی کل تعداد تقریباً 1421 ہیں، جن میں سے صرف 165 بچے جرم ثابت ہونے پر سزا کاٹ رہے ہیں، جبکہ دیگر بچے محض الزام کی بناء پر محبوس ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قیدی بچوں کے بار میں بہت زیادہ کوتاہی برتی جارہی ہے، اتنے زیادہ تعداد میں بچوں کا قید ہونا اور ان معصوموں کو آزادی کی نعمت سے محروم کرنا انتہائی افسوس ناک ہے، ان بے قصوروں کی رہائی کا فوری بندوبست ہونا چاہیے۔

6. بچوں کے قید خانوں پر مامور انتظامیہ کے لیے ایسے افراد کا انتخاب کیا جائے جو بچوں سے متعلق تمام حقوق ، قواعد اور ضوابط سے باخبر ہونے کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق کے حامل بھی ہوں تاکہ بچے ان کو دیکھ کر اچھے عادات واخلاق سیکھ سکیں ور متعلقہ عملہ کے افراد کے لیے ایسی ورکشاپس اور سیمینارز وغیرہ منعقد کیے جائیں جس سے ان کے دلوں میں بچوں کے لیے شفقت اور محبت پیدا ہوں، بچوں کی نفسیاتی سمجھیں اور ان کے معاملے میں خیر خواہی سے پیش آئیں۔

7. بچوں کے جنسی استحصال وغیرہ مسائل حل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ بچوں کے قید خانوں کے معاملات کو زیادہ شفاف بنایا جائے اور انتظامیہ خصوصاً آئی جی جیل خانہ جات کو قید خانوں کا بار بار وزٹ کرایا جائے، تاکہ بچوں سے براہ راست مسائل سن کر اس کا حل نکالا جاسکے۔

8. بچوں کے مقدمات کے فیصلے متعلقہ جیلوں میں کیے جائیں، متعلقہ ججز خود جیلوں میں حاضر ہو کر مقدمات کی سماعت کریں تاکہ بچوں کو سفر اور پیشیوں کی مشقت سے بچایا جاسکے، تاہم بڑی عدالتوں کے فیصلے ویڈیو لنک کے ذریعے کیے جاسکتے ہیں۔

9. قیدی بچوں اور باہر رہنے والے بچوں کے درمیان تعلیمی سطح پر اور کھیل کھود کے مقابلوں کا انعقاد کیا جائے، وقتاً فوقتاً قیدی بچوں کے مسائل معلوم کرنے کے لیے مختلف اداروں پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی جائے جو ان کے مسائل معلوم کر کے ان کا فوری حل پیش کر سکے۔

10. قیدی بچوں کو سیر و تفریح کے مواقع فراہم کیے جائیں تاکہ ان کے لیے قید خانوں سے باہر معاشرت و معاملات کو سمجھنے اور مستقبل کی دشواریوں سے تحفظ ممکن ہو سکے۔

11. قیدی بچوں کے مسائل کو اجاگر کرنے کے لیے اس موضوع پر پی ایچ ڈی سکالرز کو مقالات پیش کرنے کا موقع دیا جائے، تاکہ قیدی بچوں سے متعلق تمام مسائل پر ہر پہلو سے بحث ہو اور اس کا بہتر شرعی حل پیش کیا جاسکے۔

References

1 المائدہ:33

2 مفاتیح الغیب التفسیر الکبیر 347/11 سورۃ المائدہ آیت نمبر 33 أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمي الرازي الملقب بفخر الدین الرازي خطیب الري (المتوفی: 606ھ) دار إحیاء التراث العربي – بیروت الطبعة: الثالثة - 1420ھ

3 تفسیر ابن کثیر 101/3 سورۃ المائدہ آیت نمبر 33 أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشي البصري ثم الدمشقي (المتوفی: 774ھ) تحقیق: سامي بن محمد سلامة دار طیبة للنشر والتوزیع الطبعة: الثانیة 1420ھ - 1999م

4 معارف القرآن 122/3، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع قدس سرہ سورۃ المائدہ آیت نمبر 33 ادارۃ المعارف کراچی

5 آسان ترجمہ قرآن شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی ص 233 مکتبہ معارف القرآن کراچی ستمبر 2016

6 التغابن: 15

7 المعجم الوسیط، 54/1 ابراہیم مصطفی ص: 54 دار الدعوۃ، استنبول، ترکیۃ

8 المنجد عربی اردو، :997

9 الجامع الصحیح للمسلم 343/1 مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیري النیسابوري (المتوفی: 261ھ) تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحیاء التراث العربي – بیروت س ط ن

10 القاموس الجدید، تالیف: مولانا وحید الزمان قاسمی، :124، ادارہ اسلامیات انار کلی لاہور - جون 1990ء

11 المعجم الوسیط: 507

12 النور: 59

13 الحج: 5

14 النور:31

15 المعجم الوسیط560

16 بیان اللسان مع لغات القرآن، قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی، :467دارالاشاعت کراچی، 2007ء

17 المنجد عربی اردو، تصنیف لو لیس معلوف، ترجمہ: مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ، 517 مکتبہ خزینہ علم وادب الکریم مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔

18 الصافات:100-101

19 المعجم الوسیط:440

20 آل عمران:38

21 المعجم الوسیط:310

22 الابراھیم:35

23 النوح:12

24 المعجم الوسیط:72

25 الهداية في شرح بداية المبتدي 281/3 علي بن أبي بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: 593ه) تحقيق: طلال يوسف، دار احياء التراث العربي - بيروت – لبنان، س ط ن

26 To provide for criminal justice syslem for juveniles

27 قیدیوں کے حقوق ومراعات، لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان شاہراہ دستور اسلام آباد، قواعد جیل خانہ جات 1978 اور دیگر متعلقہ قوانین کے تحت۔

28 *www.wikipedia.org/wiki/Children_rights*

29 الهداية في شرح بداية المبتدي 281/3

30 البقرة:217

31 المائدہ:33

32 البحر الرائق شرح کنز الدقائق، 315/6 کتاب القضاء فصل فی الحبس، زین الدین بن ابراھیم بن محمد، المعروف بابن نجيم المصري (المتوفى: 970ه) دار الکتاب الاسلامی، س ط ن

33 المحيط البرهاني في الفقه النعماني فقه الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه، 236/8، کتاب القضاء الفصل السابع

والعشرون: في الحبس والملازمة، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر بن مَازَةَ البخاري الحنفي (المتوفى: 616هـ) تحقیق: عبد الكريم سامي الجندي، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان 1424هـ - 2004م

34 المبسوط، 91/20 كتاب الكفالة باب الحبس في الدين، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: 483هـ) دار المعرفة – بيروت 1414هـ - 1993م

35 Pakistan: Protection of juveniles in the Criminal justice System . http://lib.ochar.org/2004

36 Pakistan Protection of Juveniles .18

37 SPARC: Society for the Protection of children. "Juvenile Population in Pakistan Prison, 2011.

http://www.sparcpk.org.05-05-2015.1

38 ساتواں اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب بروز جمعرات 28 فروری 2019 بابت محکمہ جیل خانہ جات

39 ساتواں اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب بروز جمعرات 28 فروری 2019 بابت محکمہ جیل خانہ جات

40 سنن ابن ماجہ، ابواب الادب باب برالوالدین والاحسان الی البنات 636/4 ابن ماجة - وماجة اسم أبيه يزيد - أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (المتوفى: 273هـ) م ط ن، س ط ن

41 ساتواں اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب بروز جمعرات 28 فروری 2019 بابت محکمہ جیل خانہ جات

42 PPR Rule No. 298-304

43 قیدیوں کے حقوق و مراعات، لاء اینڈ جسٹس کمیشن آف پاکستان شاہراہ دستور اسلام آباد، قواعد جیل خانہ جات 1978 اور دیگر متعلقہ قوانین کے تحت۔

44 فضائل الصحابة، 772/2 المؤلف: أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) تحقيق: د. وصي الله محمد عباس الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت

45 روزنامہ دنیا پاکستان جمعۃ المبارک، 7 جون 2019، https://www.dunyapakistan.com/38597/

46 www.hrw.org*Bond Prison:* The Juvenile Wards of Prisons:

47 الاسراء: 32

48 هود: 82

49 الموسوعة الفقهية الكويتية 318/16 صادر عن: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية - الكويت (1404-1427هـ)

50 حاشیۃ ابن عابدین 293/5 بحوالہ الموسوعۃ الفقھیۃ الکویتیۃ

51 نصب الرایۃ لأحادیث الھدایۃ مع حاشیتہ بغیۃ الألمعي في تخریج الزیلعي، کتاب الطلاق، باب حضانۃ الولد ومن احق بہ 266/3 جمال الدین أبو محمد عبداللہ بن یوسف بن محمد الزیلعي (المتوفی: 762ھ) تحقیق: محمد عوامۃ الناشر: مؤسسۃ الریان للطباعۃ والنشر - بیروت - لبنان/ دار القبلۃ للثقافۃ الإسلامیۃ - جدۃ — السعودیۃ، الطبعۃ: الأولی، 1418ھ/1997م،

52 السنن الکبری، أحمد بن الحسین بن علي بن موسی الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بکر البیھقي (المتوفی: 458ھ) تحقیق: محمد عبد القادر عطا، دار الکتب العلمیۃ، بیروت — لبنات، الطبعۃ: الثالثۃ، 1424ھ - 2003م بَابُ التَّفْرِیقِ بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَوَلَدِھَا، 212/9

53 السنن الکبری بَابُ التَّفْرِیقِ بَیْنَ الْمَرْأَۃِ وَوَلَدِھَا، 212/9

54 سنن الدار قطني، أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد بن مھدي بن مسعود بن النعمان بن دینار البغدادي الدار قطني (المتوفی: 385ھ) کتاب البیوع، 31/4 تحقیق وتعلیق: شعیب الارنؤوط، حسن عبد المنعم شلبي، عبد اللطیف حرز اللہ، أحمد برھوم الناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت — لبنان الطبعۃ: الأولی، 1424ھ - 2004م

55 سنن الدار قطني کتاب البیوع، 30/4

56 الجامع الترمذی، ابواب البیوع، بَابُ مَا جَاءَ فِي کَرَاھِیَۃِ أَنْ یُفَرِّقَ بَیْنَ الأَخَوَیْنِ أَوْ بَیْنَ الوَالِدَۃِ وَوَلَدِھَا فِي البَیْعِ، 572/3 محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذي، أبو عیسی (المتوفی: 279ھ) تحقیق وتعلیق: أحمد محمد شاکر (ج 1، 2) ومحمد فؤاد عبد الباقي (ج 3) وإبراھیم عطوۃ عوض المدرس في الأزھر الشریف (ج 4، 5) شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابي الحلبي - مصر 1395ھ - 1975م

57 الجامع الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء فی رحمۃ الصبیان 322/4

58 ساتواں اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب بروز جمعرات 28 فروری 2019 بابت محکمہ جیل خانہ جات

59 الاسراء: 31

60 روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین کتاب الجنائز 143/2 أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف النووي (المتوفی: 676ھ) تحقیق: زھیر الشاویش المکتب الإسلامي، بیروت - دمشق - عمان 1412ھ/1991م

61 الجامع الصحیح للمسلم، 1323/3، مسلم بن الحجاج أبي الحسن القشیري النیسابوري (المتوفی: 261ھ) تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقي دار إحیاء التراث العربي — بیروت